

(۵۳)

جلسہ سالانہ کے انتظام میں ہمیں حج کے

قواعد و ضوابط سے فائدہ اٹھانا چاہیے

(فرمودہ ۲۵- دسمبر ۱۹۱۴ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت کی:-

الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَةٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي
الْحَجِّ وَمَا تَفَعَّلُوا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمُهُ اللَّهُ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ وَاتَّقُونِ يَا أُولِي
الْأَلْبَابِ ۗ

پھر فرمایا:-

پیشتر اس کے کہ میں اس آیت کے متعلق جو میں نے ابھی پڑھی ہے آپ لوگوں کے سامنے کچھ

بیان کروں ایک بات بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

تھوڑے دن ہی ہوئے ہیں کہ لاہور سے ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے ایک

بات کا ذکر کیا جس سے مجھے بہت تکلیف ہوئی۔ میں عام طور پر لوگوں کی باتوں پر دھیان

کرنے کا عادی نہیں ہوں اور لوگ بہت سی اس قسم کی باتیں کرتے رہتے ہیں مجھے ان کا کبھی ذرا

بھی خیال نہیں آیا لیکن اس بات کا مجھ پر اثر ہوا اس لئے نہیں کہ وہ میری اپنی ذات کے

متعلق تھی بلکہ اس لئے کہ جماعت کو اس ابتلاء سے بچانا چاہیے تا ایسا نہ ہو کہ یہ ابتلاء بڑھتا بڑھتا

بہت پھیل جائے۔ اس شخص نے بیان کیا کہ مجھ سے ایک بڑے شخص نے تمسخر سے پوچھا کہ

چودھری فتح محمد ولایت میں کیا کام کرتے ہیں۔ اس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ تمہاری تعلیم کے مطابق کہ دنیا میں احمدیت پھیلائی جائے وہ کوشش کر رہا ہے اس کو کیا کامیابی ہوئی ہے۔ اگر تمہارے طریق سے کامیابی ہوتی تو چودھری صاحب اس وقت تک ایک دو انگریزوں کو ہی مسلمان کرتے۔ ایک اور شخص نے اسی مجلس میں سے کہا کہ میں نے چودھری فتح محمد کا خط چھپا ہوا دیکھا ہے جس میں لکھا تھا کہ جنگ ہو رہی ہے جس سے اس کی مراد یہ تھی کہ چودھری صاحب ولایت میں کچھ نہیں کر رہے یونہی لگو کوشش کر رہے ہیں بھلا اس طرح کامیابی ہو سکتی ہے۔ یہ باتیں سن کر میرے دل میں درد پیدا ہوا۔ میں نے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ الہی! اگر یہ سچ ہے کہ تو نے دنیا کی ہدایت اور راہ نمائی کیلئے مسیح موعودؑ کو بھیجا، اگر یہ درست ہے کہ مسیح موعودؑ تیری طرف سے مامور ہو کر آیا تھا، اگر یہ سچ ہے کہ دنیا سے اسلام اُٹھ چکا تھا اور مسیح موعودؑ تو نے اسلام کے پھیلانے کے لئے بھیجا تھا تو دنیا میں اس کا نام لے کر اور اس کا ذکر خیر کر کے ہمیں برکت ہونی چاہیے نہ یہ کہ ہم ترقی نہ کر سکیں اور اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہوں۔ اے میرے مولیٰ! تو نے اپنے مسیح کو ہم میں رحمت کے طور پر بھیجا تھا یا عذاب کے طور پر۔ اگر وہ عذاب کے طور پر آیا تھا تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ اس کو چھپائیں اور اس کی باتوں کو پوشیدہ رکھیں تاکہ مغضوب قوم نہ کہلائیں لیکن اگر وہ درحقیقت فضل اور رحمت تھا دنیا کی بدیوں کو دور کرنے اور اصلاح خلق کیلئے اور دنیا سے فسق و فجور دور کر کے امن و امان قائم کرنے کیلئے آیا تھا تو اسی کے ذریعہ دین اسلام کی ترقی ہونی چاہیے مگر کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ خیال غلط ہے مسیح موعودؑ کو دنیا نہیں مان سکتی۔ کہنے والے نے تو یہاں تک بھی کہہ دیا کہ مسیح موعودؑ کا ذکر ستم قاتل ہے۔

اس بات کو کوئی بیس دن گزرے ہیں۔ میں نے متواتر ہر روز دعا کرنی شروع کی کہ الہی! میں اپنے ہی فائدہ کیلئے نہیں بلکہ تمام دنیا کے فائدے کیلئے یہ چاہتا ہوں کہ تو اس بات کو ثابت کر دے کہ جس نبی کو تو نے ہم میں بھیجا وہ رحمت اور فضل ہے۔ اسکے لئے کوئی سامان کر کے ایسا نظارہ دکھلا دیجئے کہ ہر ایک اسکودیکھ لے اور اسے معلوم ہو جائے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر کر کے کامیابی ہو سکتی ہے۔ گزشتہ ہفتوں میں جو ولایتی ڈاک آئی، اس کو میں نے اس خیال سے پڑھا کہ خدا تعالیٰ کوئی خوش کن خبر پہنچائے گا، اس گزشتہ ہفتہ بھی میں نے اسی شوق سے خطوط کو پڑھا۔ لیکن کوئی خط نہ تھا۔ تاہم مجھے خیال تھا کہ ایک منگل (اس دن

قادیان میں آج کل ولایت کی ڈاک آتی ہے) جلسہ کے ایام میں بھی آتا ہے خدا تعالیٰ اسی میں کوئی صورت نکالے گا لیکن پیشتر اس کے کہ منگوار آئے آج چودھری فتح محمد صاحب کا تار آیا ہے کہ Corio became Ahmadi muslim یعنی مسٹر کوریو احمدی مسلمان ہوئے ہیں تو خدا تعالیٰ نے میری اس دعا کو قبول کیا۔ اگر ساری دنیا بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ مانے تو ہمیں کیا پرواہ ہے کیونکہ ہمارے پاس حق ہے۔ اگر دنیا اس کو قبول کرے گی تو اس کا بھلا ہوگا اور اگر قبول نہیں کرے گی تو تباہ برباد ہوگی، ہمیں اس کے نہ قبول کرنے سے کوئی نقصان نہیں ہے۔ کیا دنیا کے تمام لوگوں کے قرآن شریف کو قبول نہ کرنے سے اس کی قدر و منزلت کم ہو سکتی ہے، ہرگز نہیں۔ قرآن اپنے اندر حق رکھتا ہے، اسلام اپنے اندر صداقت اور خوبی رکھتا ہے اگر ساری دنیا اس کی تعریف کرنے لگ جائے تو اس میں کچھ بڑھ نہیں جاتا اور اگر ساری دنیا اس کو چھوڑ دے تو اس میں سے کچھ گھٹ نہیں جاتا۔ لیکن ہماری ترقی کی کوششوں میں یہ ایک روک تھی کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لے کر ولایت میں تبلیغ کرنے میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ بھی مٹ گئی۔

اس کے بعد میں اس آیت کے متعلق جو میں نے پہلے پڑھی ہے بیان کرتا ہوں۔ میری تقریر اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی، زندگی رہی اور ہر طرح کے سامان خدا تعالیٰ نے مہیا کئے تو ۲۸، ۲۷ تاریخ کو ہوگی۔ میری طبیعت بیمار ہے دیکھئے اس وقت بھی کھانسی ہو رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پچھلے دنوں مجھے ریزش ہوگئی چونکہ جلسہ قریب ہی آنے والا تھا اس لئے میں نے درس بند کر دیا تاکہ حلق صاف ہو جائے مگر شاید اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ آئی۔ درس ہوتا رہتا تو وہ آپ ہی کوئی انتظام حلق کے صاف ہونے کیلئے کر دیتا۔ لیکن ایسی قدرت الہی ہوئی کہ درس بند کئے ابھی دو دن ہی ہوئے تھے کہ دو عیسائی یہاں آئے اور انہوں نے کہا کہ ہم اسلام کے متعلق دریافت کرنا چاہتے ہیں اور بڑا وقت اس کام کیلئے آپ سے لیں گے۔ یہ خدا تعالیٰ کی حکمت ہی تھی تین دن ان سے گفتگو ہوتی رہی اس کی وجہ سے کھانسی ہوگئی۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے کہ ۲۸، ۲۷ کو مجھے تقریر کرنے کا موقع ملے گا یا نہیں۔ اللہ خوب جانتا ہے مگر آج ایک اور ضروری بات ہے وہ بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے:-

دنیا میں انسان جو کام کرنے لگتا ہے اس قسم کی دوسری مثالوں کو دیکھ کر ان سے نتائج اخذ کر لیتا ہے۔ مثلاً نئی کمیٹی بنانے والے دوسری کمیٹیوں کے قواعد اور ضوابط منگوا کر دیکھتے ہیں

ان سے انہیں معلوم ہوتا ہے کہ پریڈیٹنٹ ہوتا ہے وہ بھی کہتے ہیں کہ ہاں ہماری انجمن کا بھی پریڈیٹنٹ ہونا چاہیے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ ایک سیکرٹری ہوتا ہے وہ سیکرٹری بنا لیتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ ایک محاسب ہوتا ہے وہ بھی محاسب بنا لیتے ہیں۔ اسی طرح وہ تجارتی کمیٹی جو نئی بنتی ہے وہ دوسری تجارتی کمیٹیوں کے قواعد و ضوابط منگواتی ہے۔ تعلیمی کمیٹی بنانے والے اور ایسی ہی کمیٹیوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو ہر ایک قسم کی کمیٹی کے بنانے والے اپنے سے پہلی نظیروں سے فائدہ اٹھا کر ان کے قواعد پر عمل کرتے ہیں اور ایسا ہی ان کو کرنا بھی چاہیے کیونکہ بڑا بیوقوف ہے وہ انسان جو تجربہ شدہ بات کو چھوڑ کر خود تجربہ کرنا شروع کر دے اور اگر وہ اس طرح کرنے لگے تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ اتنی تو کسی کی عمر بھی نہیں ہو سکتی کہ وہ سارے تجربے خود کر سکے۔ وہ تو اسی کوشش اور سعی میں ہی وفات پا جائے گا۔ تو تجربہ شدہ باتوں سے فائدہ اٹھانا عقل مندوں کا کام ہے۔

ہمارے لئے بھی جلسہ ہر سال آنے والی چیز ہے جس طرح وہ کمپنیاں دوسری اپنی ایسی کمپنیوں کے قواعد سے نتیجہ اخذ کرتی ہیں اسی طرح ہمیں بھی چاہیے کہ اس جلسہ کی رنگ کی کسی چیز سے نتائج اخذ کر کے فائدہ اٹھائیں۔ ہم اپنے جلسہ کو کسی کمیٹی یا جلسہ سے کسی طرح بھی مشابہت نہیں دے سکتے۔ انجمنیں اور کمیٹیاں تو دنیا میں بہت ہیں مگر ان سے ہمارے جلسہ کو اس لئے مشابہت نہیں ہے کہ وہ انسانوں کی بنائی ہوئی ہیں مگر ہم جس کام کی نظیر چاہتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور اسی کا قائم کردہ ہے لوگ کئی جگہ اکٹھے ہوتے ہیں، میلے لگتے ہیں، جلسے ہوتے ہیں لیکن ہم کسی میلہ کیلئے اکٹھے نہیں ہوتے ہماری غرض تماشہ دیکھنا نہیں ہوتی۔ دنیا میں لوگ تماشوں کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں، بڑے بڑے سامان لاتے ہیں، خرید و فروخت ہوتی ہے، ہم اس کیلئے بھی جمع نہیں ہوتے۔ اب ہم جو قواعد بنائیں تو کس طرح بنائیں اور کس چیز سے اپنے اجتماع کو مشابہت دیں۔ اس کیلئے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک چیز دنیا میں ایسی ہے جس سے ہمارے جلسہ کو مشابہت ہو سکتی ہے اور وہ حج ہے۔ حج کوئی میلہ نہیں، نمائش نہیں، کسی انجمن کا جلسہ نہیں، وہ خدا کا کام ہے اور دین کیلئے قائم کیا گیا ہے۔ خدا کے نبیوں کے ذریعہ قائم ہوا ہے اس لئے ہمیں چاہیے کہ حج کے لئے جو قواعد اور ضوابط ہیں ان سے فائدہ اٹھائیں۔ یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے اس میں حج کے متعلق احکام ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حج کے کچھ معلوم مہینے ہیں (محرم، ذی القعدہ، ذی الحج، سارا مہینہ یا دس دن) پس جو کوئی ان میں

حج کا قصد کرے اس کو کیا کرنا چاہیے؟ وہ یہ کرے کہ حج میں رَفَثٌ، فُسُوقٌ اور جَدَالٌ نہ کرے، یہ اس کیلئے جائز نہیں ہے۔ ہر وہ شخص جو حج کیلئے جاتا ہے اس کیلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حج میں رَفَثٌ، فُسُوقٌ اور جَدَالٌ نہ کرے۔ رفث کیا ہے۔ جماع کو کہتے ہیں۔ یہ بھی حج میں منع ہے لیکن اس کے معنی اور بھی ہیں جو یہاں چسپاں ہوتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ بدکلامی، گالیاں دینا، گندی باتیں کرنا، گندے قصے سنانا، لغو اور بیہودہ باتیں کرنا جسے پنجابی میں گپیں مارنا کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر کوئی حج کو جاتا ہے تو اسے کسی قسم کی بدکلامی نہیں کرنی چاہیے، گندے قصے نہ بیان کرنے چاہئیں، گپیں نہ ہانکنی چاہئیں۔ فسوق کے معنی ہیں اطاعت اور فرمانبرداری سے باہر نکل جانا۔ حاجیوں کا فرض ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری سے باہر نہ نکلیں اور تمام احکام کو بجالائیں۔ پھر جہاں لوگوں کا مجمع ہوتا ہے وہاں لڑائیاں بھی ہوا کرتی ہیں کیونکہ لوگوں کی مختلف طبائع ہوتی ہیں اور بعض تو ضدی واقعہ ہوتی ہیں اس لئے ان میں ذرا ذرا سی بات پر لڑائی ہو جاتی ہے مثلاً یہی کہ اس نے میری جگہ لے لی، مجھے دھکا دے دیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے فرمایا کہ لڑائی نہ کرنا۔ اس میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو بتایا ہے کہ جب تم حج کے لئے نکلو تو یہ تین باتیں یاد رکھو۔ آج جلسہ کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ حج خدا تعالیٰ نے مومنوں کی ترقی کیلئے مقرر کیا تھا۔ آج احمدیوں کیلئے دینی لحاظ سے حج تو مفید ہے مگر اس سے جو اصل غرض یعنی قوم کی ترقی تھی وہ انہیں حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے جو احمدیوں کو قتل کر دینا بھی جائز سمجھتے ہیں اس لئے خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کیلئے مقرر کیا ہے۔ ہمارے آدمیوں میں سے جن کو خدا تعالیٰ توفیق دیتا ہے حج کرتے ہیں مگر وہ فائدہ جو حج سے مقصود ہے وہ سالانہ جلسہ پر ہی آ کر اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو اس غرض کیلئے نکلے وہ گندی اور لغو باتیں نہ کرے۔ خدا کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کرے اور لڑائی جھگڑا بھی نہ کرے۔

پس میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ آپ لوگوں کو اگر یہاں آ کر فائدہ اٹھانا ہے تو ان احکام پر عمل کرو۔ ایک دوسرے سے فضول باتیں کرنا، گپیں ہانکنا، لغو اور بیہودہ قصے سنانا اور بہت جگہ بھی ہوتے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہی باتوں کو نابود کرنے کیلئے تلوار کھینچی ہے اور خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ان کو مٹا کر یہ اجتماع قائم کیا ہے تو جس طرح اس شخص کیلئے وہ حج بے فائدہ اور غیر مفید ہے جو رَفَثٌ

فُسُوق اور جدال کو حج کے ایام میں نہیں چھوڑتا، اسی طرح اس جلسہ پر آنے والا وہ شخص بھی ثواب اور فائدہ سے محروم رہتا ہے جو ان باتوں کو نہیں چھوڑتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمُهُ اللَّهُ ۲ تمہیں ان باتوں کے چھوڑنے میں دقتیں پیش آئیں گی۔ مشکلات ہوں گی۔ مثلاً ایک شخص کو کسی نے گالی دے دی اگر وہ یہ کہے کہ میری غیرت نہیں برداشت کرتی، میں ضرور اس سے بدلہ لوں گا۔ ایسا آدمی اگر صبر سے کام لے تو گواہ کیلئے کسی قدر مشکل ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم اس طرح خدا کیلئے کرو گے تو کیا یہ ضائع کیا جائے گا، ہرگز نہیں۔ تم جو بھی بھلائی کا کام کرو، ہم اس کو خوب جانتے ہیں۔ تم اپنے افسروں اور حاکموں کو خوش کرنے کیلئے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھاتے ہو اور چاہتے ہو کہ وہ تمہاری ان خدمات کو دیکھیں لیکن جب تم کو یہ معلوم ہو کہ ہم جو کچھ خدا کیلئے تکلیف برداشت کریں گے اس کے دیکھنے اور جاننے والا خدا موجود ہے تو کیا تم اس کیلئے تکلیف برداشت نہیں کر سکتے۔

وَتَزَوَّدُوا ۳ جب دنیا میں لوگ سفر کیلئے نکلتے ہیں تو کیسی تکالیف برداشت کرتے ہیں اور سامان سفر کے مہیا کرنے کے لئے انسان کس طرح اسباب اور دیگر اشیاء مہیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ جو تم ایک جگہ جمع ہوئے ہو تو یہ تمہارے ایک آخرت کے سفر کی تیاری ہے۔ تمہیں چاہئے کہ جب تم چھوٹے چھوٹے سفروں کیلئے سامان مہیا کرتے ہو تو اس کیلئے بھی کرو۔ اور سب سے اچھا سامان تو یہ ہے کہ تقویٰ اختیار کرو اور اگر تمہیں تکالیف اور مشکلات برداشت کرنی پڑیں تو کر لو۔ دنیا میں انسان اگر کسی دکھ اور تکلیف کے برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتا تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اگر میں ایسا کروں گا تو مجھے نقصان اٹھانا پڑے گا۔ مثلاً کسی کو کسی نے گالی دی تو وہ یہ سمجھے گا کہ اگر میں نے اس کا جواب نہ دیا اور چپ رہا تو میری ہتک اور ذلت ہوگی۔ تو انسان نقصان کے خطرہ کی وجہ سے تکلیف کے برداشت کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاتَّقُوا يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ۴ ہمارے مقابلہ میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اس لئے اے داناؤ! تم مجھ سے ہی ڈرو۔ اگر تم مجھ سے ڈرو گے تو کون ہے جو تمہیں نقصان پہنچا سکے۔

یہ خوب یاد رکھو کہ رَفَتْ، فُسُوق اور جدال تو ہمیشہ ہی منع ہے مگر اس اجتماع کے موقع پر یہ اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ انسان ہمیشہ کیلئے اپنے آپ پر دباؤ نہیں ڈال سکتا۔ مگر

ایک وقت کیلئے تو وہ ڈال سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کسی کو گالیاں دے رہا ہو لیکن اگر اس کو اپنے افسر کے سامنے جانا پڑ جائے تو وہ اپنی زبان کو روک لے گا اور اپنے نفس پر دباؤ ڈالے گا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب جو تم خدا کے حکم سے ایک جگہ جمع ہوئے ہو تو ان باتوں کو اس موقع پر قطعاً چھوڑ دو اور ان کو چھوڑ کر جو تم بھلائی کماؤ گے اس کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ تم لوگ جو ان جلسہ کے پانچ ایام میں ان باتوں کو چھوڑ دو گے اور اپنے نفس پر ظلم برداشت کرو گے اور اپنے نفس کو مارو گے تو یہ جو تمہاری بھلائی ہوگی خدا تعالیٰ اسے بھلائے گا نہیں بلکہ اسی کے عوض تم سے ساری عمر کے لئے یہ باتیں چھڑا دے گا۔ ایک کسان کھیت میں بیج ڈال کر اس کو خدا تعالیٰ کے حوالہ کرتا ہے۔ تم بھی اس بیج کی طرح اپنے دلوں میں اس بھلائی کو ڈال کر خدا تعالیٰ کے حوالہ کر دو۔ وہ خود اسے بڑھائے گا اور اس کی حفاظت کرے گا۔ بیج ضرور ہونا چاہیے اس کو بڑھانا خدا کا کام ہے اور وہ ضرور بڑھاتا ہے۔ پھر ان دنوں میں جو کچھ کرنا چاہیے وہ بھی خدا تعالیٰ نے بتا دیا ہے۔ **فَإِذَا قَضَيْتُمْ مِّنَّا سِغْكُمْ فَادْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَائِكُمْ أَوْ أَشْدَّ ذِكْرًا** یعنی جب تم مناسک حج کو پورا کر لو تو ساتھ ہی اس طرح خدا کو یاد کرنا شروع کر دو جس طرح تم اپنے ماں باپ کو یاد کرتے تھے اور خدا کا ذکر اس سے بھی بڑھ کر کرو یہاں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ماں باپ کا جس طرح ذکر کرتے تھے اسی طرح خدا کا کرو۔ ماں باپ کا تعلق تو بہت محدود ہوتا ہے لیکن جو ہمیں اس خدا تعالیٰ کے قائم کردہ جلسہ سے تعلق ہے وہ بہت بڑھ کر ہے اس لئے ہمیں اس سے یہ نصیحت مل گئی کہ جیسا کہ حج میں **رَفَثٌ فُسُوقٌ** اور **جِدَالٌ** منع ہیں ایسا ہی اس جلسہ میں بھی منع ہیں اور جیسا حج میں مناسک حج کے بعد ذکر خدا کا حکم ہے اسی طرح ہماری جماعت جب لیکچر سننے سے فارغ ہو جائے تو **فَإِذَا كُرُوا اللّٰهَ** تم خدا کے ذکر میں لگ جاؤ۔

اس حکم میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو کہ آنحضرت ﷺ کے وقت میں جب حج کر چکتے تو اپنے آباؤ اجداد کا نام لے کر ان کا ذکر کرتے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا کا ذکر کرو اس سے بڑھ کر جیسا کہ تم اپنے آباء کا ذکر کرتے ہو۔ اس کے یہ معنی ہی نہیں ہیں کہ جس طرح تم اپنے ماں باپ کی تعریف کرتے ہو اسی طرح یا اس سے زیادہ خدا کی کرو۔ بلکہ یہ بھی کہ جس طرح ایک چھوٹا بچہ ماں باپ سے جب بچھڑ جاتا ہے تو روتا اور چلاتا ہے اور اس وقت تک آرام نہیں لیتا جب تک کہ اپنے ماں باپ کو نہ پالے بلکہ اس سے بھی

زیادہ خدا کے حضور انسان کو تڑپنا اور بلکنا چاہیئے۔ جن لوگوں کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ جتنا اپنے آباء کا ذکر کرتے ہو اس سے بڑھ کر خدا کا ذکر کرو وہ تو گزر گئے (اہل عرب حج کے بعد اپنے آباء و اجداد کے کارنامے فخریہ ذکر کرتے تھے) مگر ہمارے لئے یہ موقع ہے تم یقیناً سمجھو کہ جو لوگ ان احکام کو مانیں گے اور ان پر عمل کریں گے وہ اپنے اندر نمایاں تغیر اور تبدیلی دیکھیں گے اور جب یہاں سے واپس جائیں گے تو بہت سی ان کمزوریوں سے جن کو وہ دور کرنا چاہتے تھے اور وہ دور نہیں ہوتی تھیں آسانی سے دور کر دیں گے۔ خدا تمہیں اس کی توفیق دے۔

ایک اور بات میں بیان کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ سردی کے دن ہیں، سردی سے بچنا۔ بغیر کافی کپڑوں کے باہر نہیں نکلنا چاہیئے۔ ہم جو اس قدر کوشش کرتے ہیں کہ ہماری جماعت بڑھے تو جو اس جماعت میں داخل ہو گئے ہیں کیا ان کی ہمیں قدر نہیں۔ بہت بڑی قدر ہے۔ پس تم اپنی جانوں کی حفاظت کرو اور سردی سے بچنے کی بہت کوشش کرو۔ بعض لوگ اپنے ڈیروں پر ہی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ یہ دن تو بہت زیادہ عبادت کرنے کے دن ہیں اس لئے نماز باجماعت مسجد میں پڑھنی چاہیئے۔ مومن کبھی سست نہیں ہوتا، تم نے تو بڑے کام کرنے ہیں۔ تمہارے آگے ساری دنیا ہے جس کو تم نے فتح کرنا ہے۔ جو لوگ دارالعلوم میں رہتے ہیں وہ مسجد نور میں اور جو قادیان میں رہتے ہیں وہ چھوٹی اور بڑی مسجد میں نمازیں پڑھیں۔

وہ لوگ جو قادیان کے رہنے والے ہیں ان کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ پانچ باتیں جن لوگوں میں پائی جاتی ہوں وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتے اور ان پانچوں میں سے ایک مہمان کی قدر کرنا ہے۔ قادیان کے رہنے والے کہتے ہیں کہ ہماری نسبت حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات ہیں اور آپ نے ہماری نسبت بہت عمدہ الفاظ بیان فرمائے ہیں۔ میں ان باتوں کو ماننا ہوں مگر تم اپنے اعمال سے بھی ثابت کر دکھاؤ کہ واقعی تم ان باتوں کے مستحق ہو۔ پس جو مہمان تمہارے پاس آئے ہیں ان کی خاطر تواضع میں لگ جاؤ۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ میرے مہمان نہیں ہیں اس لئے مجھے خدمت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اور تم اس کے بندے ہو تو کیا یہ بندے کا فرض نہیں ہے کہ وہ اپنے آقا کے مہمان کی خبر گیری کرے، ضرور ہے۔ پس یہ مہمان خدا کے گھر اور خدا ہی کی آواز پر آئے ہیں کیونکہ مامور من اللہ کی آواز خدا ہی کی آواز ہوتی ہے۔ تم لوگ ان کی خبر گیری کرو۔ اگر تمہیں کسی سے تکلیف بھی پہنچ جائے تو اس کو برداشت کرو۔ اور کسی کی ہتک کرنے کا خیال بھی دل میں

نہ لاؤ جو مہمان کی ہتک کرتا ہے وہ اپنی ہی ہتک کرتا ہے کیونکہ مہمان اس کی عزت ہوتا ہے۔ پس اس سے احمق کون ہے جو اپنی عزت آپ برباد کرے یا اپنا گلا آپ ہی کاٹے۔ تم لوگ ہر طرح سے مہمانوں کی خاطر اور تواضع میں لگے رہو۔

اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو میں آپ لوگوں کو درد کی باتیں سناؤں گا۔ یہاں ہی کسی نے کہا تھا کہ ہمارے جانے کے بعد یہاں عیسائی پھریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا فضل ہے کہ آج یہاں مسلمان ہی اترے ہوئے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ جلسہ کے ایام میں لوگ ٹھہریں گے۔ اللہ جن کو توفیق دے گا میری باتیں سنیں گے اور میں سناؤں گا۔

(دوسرا خطبہ جمعہ پڑھتے ہوئے حضور نے فرمایا:)

مجھے ایک اور خیال آیا ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جلسہ کے ایام میں ذکر الہی کرو۔ اس کا فائدہ خدا تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ اذْکُرُوا اللّٰهَ یَذْکُرْکُمْ۔ اگر تم ذکر الہی کرو گے تو خدا تمہارا ذکر کرنا شروع کر دے گا۔ بھلا اس بندے جیسا خوش قسمت کون ہے جس کو اپنا آقا یاد کرے اور بلائے۔ ذکر الہی تو ہے ہی بڑی نعمت، خواہ اس کے عوض انعام ملے یا نہ ملے۔ پس تم ذکر الہی میں مشغول رہو۔

(الفضل ۳۔ جنوری ۱۹۱۵ء)